انسدادِ بدعنوانی کی ناگزیریت: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Elimination of Corruption In the Light of Islamic Teachings

* ڈاکٹر احمد رضا

** پروفیسر ڈاکٹر زاہدہ پروین

*** محمد یوسف



Abstract

The core aim of this article is to make an understanding that corruption is harmful to our beloved country Pakistan because for a stable country and its society. Elimination of corruption is the basic need of our country. Our country is a holy gift of Allah almighty and we have to prevent this gift till the Day of Judgment. Corrupt elements are looting this country. Our Institutions, officers and politicians are involved in corrupt practices. Corruptions, money laundering, fake accounts, off sure properties and bribery have become major problems of this country. GDP is going dawn and dawn day by day. People are dying from poverty, inflation, unemployment and bad economic condition. In this situation we have to overview our society deeply. We should implement anti corruption laws to eliminate corruption from grass rote level. We have to resolve these issues quickly. In this article issues relating to corruption have been discussed and suggested their solution in the light of Islamic teachings.

Key words: Corruption, Elimination, Society, Economy, Stability.

موضوع کا تعارف

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فکر اسلامی تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

** پرنسپل گورنمنٹ وقار النساء پوسٹ گریجویٹ کالج، راولپنڈی

*** ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبہ فکر اسلامی تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

کرپشن بد عنوانی، خیانت اور حقوق غصب کرنے کا عمل ہے۔ کرپشن سے معاشرے کا چہرہ مسخ ہوجا تا ہےاورافراد معاشرہ زبوں حالی کاشکار ہوجاتے ہیں۔ کرپشن ایک ایسا مرض ہے جس کا علاج ممکن ہے مگر ہمارے میں اسے لاعلاج سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے کا ہر دوسرا شخص اس بیماری میں مبتلا ہے۔سیاسی رہنما،مذہبی رہنما،اساتذہ، منصفین،ملازمین،تاجر اور عوام تک اس مرض کاشکار ہیں۔ یہ کہنا کہ ہمارے ہاں کرپشن کے ذمہ دار صرف سیاستدان ہیں، ٹھیک نہیں ہے۔ اگرچہ یہ بات کسی حدتک درست ہے کہ چند سیاسی رہنماؤں نے کرپشن کے ریکارڈ قائم کررکھے ہیں مگر صرف سیاستدانوں پر ہی اس کاملبہ ڈالنا درست نہیں۔ ہمارے ہاں ہر شعبے اور ادارے میں کرپشن اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے۔ سرکاری و نجی اداروں میں بھی کرپشن عام ہے۔ کرپشن کی وجہ سے مخصوص طبقات کی دولت و جائیداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور احتساب کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ایسی گھمبیر صورتحال میں مظلوم اور بے کس عوام ظلم کی چکی میں پستی جارہی ہے۔ چنانچہ پاکستانی معاشرہ سے اس لعنت کو ختم کیا جائے اور افراد معاشرہ اجتماعی طورپراس سلسلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ مقالہ کابنیادی سوال یہ ہے کہ پاکستان میں کرپشن کے اسباب و محرکات کیاہیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں استحکامِ معاشرت کے لیے کرپشن کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟ مقالہ کے اختتام پر نتائج وسفارشات بھی مرتب کی گئی ہیں۔

کرپشن کا مفہوم

کرپشن بے ایمانی،بددیانتی،بد عنوانی،خیانت اور حقوق غصب کرنے کا عمل ہے۔ کرپشن کسی بھی معاشرہ میں ہو اداروں اور افراد کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ اس کی متعدد اقسام ہیں مثلاً اخلاقی بد عنوانی، معاشرتی بد عنوانی، سیاسی بد عنوانی اور مالی بد عنوانی وغیرہ۔ان میں سے اہم ترین مالی بد عنوانی ہے۔ اس کے ذریعہ لوگوں کا مال ناجائز طور پر ہڑپ کیا جاتا ہے۔ کمزور، بے سہارا اور بے ضرر لوگوں کی جائیدادوں اور اموال کو غصب کیا جاتا ہے۔ عوامی دولت بے دردی کے ساتھ لوٹی جاتی ہے۔

پاکستان میں کرپشن اور اس کی اقسام

پاکستان میں مالی بد عنوانی کی وباء عام ہے۔نہ صرف کمزور عوام کے ساتھ مالی بد عنوانی کی جاتی ہے بلکہ ریاست کے ساتھ بھی بد عنوانی کرکے سرکاری خزانے کو بھاری نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں دوسروں کا مال ناحق طریقہ سے ہڑپ کرلینا، عوامی دولت کو لوٹنا، رشوت وصول کرنا، ٹیکس چوری کرنا، بجلی وگیس چوری کرنا، سرکاری رقوم میں خرد برد کرنا، کاروبار اور تجارت میں مالی بددیانتی کرنا وغیرہ عام ہوگیا ہے۔ یتیموں، کمزوروں، بیواؤں اور سادہ لوح

انسانوں کی زمین و جائیداد پر قبضہ کرنا، سرکاری زمینوں اور املاک پر نہ صرف قبضہ کرنا بلکہ ان کا ناجائز اور غلط استعمال کرنا، عاقبت نااندیش عناصر کا وطیرہ بن چکا ہے۔ صاحب اقتدار طبقہ خدمت کی بجائے خیانت کا مرتکب ہو چکا ہے۔ عوام کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کی بجائے انھیں صبر و تحمل کی تلقین کرتا ہے۔ انھیں امن و سکون، بہتر روزگار، تعلیم اور صحت کی سہولیات دینے کے بجائے تکلیف میں مبتلا رکھتا ہے۔

ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کے سروے 2018 کے مطابق "پاکستان میں سب سے زیادہ کرپشن سرکاری محکموں اور اس کے بعد عدلیہ میں ہے۔ سروے کے مطابق پاکستان میں کرپشن سے سب سے زیادہ متاثر سرکاری محکمے ہیں اور اس کے بعد بالترتیب عدلیہ، قانون ساز اداروں، سیاسی جماعتوں، پرائیویٹ سیکٹر اور میڈیا کا نمبر آتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق سروے کے دوران پاکستان میں جن لوگوں سے بات ہوئی ان میں سے چالیس فیصد کا کہنا تھا کہ سرکاری محکمے کرپشن سے سب سے زیادہ متاثر ہیں۔ جبکہ چودہ فیصد کا کہنا تھا کہ سب سے زیادہ کرپشن عدلیہ اور قانون ساز اداروں میں، بارہ فیصد کے بقول پرائیویٹ سیکٹر اور سیاسی جماعتیں اور آٹھ فیصد کے بقول میڈیا سب سے زیادہ کرپٹ ہے"[1]۔

جنوری 2020 میں ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل نے دنیا کے 180 ممالک میں بدعنوانی کے تاثر کے بارے میں سالانہ فہرست جاری کی ہے جس کے مطابق پاکستان کی درجہ بندی میں ایک پوائنٹ کی تنزلی ہوئی ہے۔ پاکستان کو اس عالمی فہرست میں نائیجر اور مالدووا کے ساتھ 19 ویں نمبر پر رکھا گیا ہے اور اس کا سکور 32 اور رینکنگ 120 ہے۔ عالمی ادارے کی 2018 کی رپورٹ میں پاکستان کا سکور 33 اور رینکنگ 117 رکھی گئی تھی اور یہ سکور اس سے پہلے کے دو برسوں سے ایک درجہ بہتر تھا۔ 2019 میں پاکستان ایک مرتبہ پھر سرکاری محکمہ جات میں بدعنوانی کے معاملے میں 2017 اور 2016 کے برابر آ گیا ہے[2]۔

پاکستان میں کرپشن کی بڑی بڑی اقسام درج ذیل ہیں:

رشوت

کسی کا مال ناجائز طور پر ہڑپ کرنا، کسی جائز یا ناجائز کام کے لئے رقم طلب کرنا یا کوئی ناجائز مطالبہ کرنا رشوت کہلاتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں رشوت کا چلن عام ہے۔ پہلے تو کسی ناجائز و غیر قانونی کام نکلوانے کے لئے کسی صاحب

[1]۔ https://www.bbc.com/urdu/lg/pakistan, accessed on October 29,2018

[2]۔ https://www.bbc.com/urdu/pakistan-accessed on 24/01/2020

منصب کو مالی رشوت دی جاتی تھی لیکن اب تو صورت حال اس قدر بگڑ چکی ہے کہ جائز کام کرانے کے لئے یا حقوق حاصل کرنے کے لئے بھی رشوت دینا پڑتی ہے۔ رشوت لینے والے نہایت بے شرمی و ڈھٹائی سے رشوت طلب کرتے ہیں اور اگر ان کا مطالبہ نہ مانا جائے تو کسی نہ کسی حیلہ و بہانہ سے کام روک لیتے ہیں۔ مجبوراً ایسے لوگوں کو رشوت دے کر ہی اپنا حق حاصل کیا جاسکتا ہے۔

منی لانڈرنگ اور جعلی اکاؤنٹس

منی لانڈرنگ اور جعلی اکاؤنٹس کرپشن کا اہم ذریعہ ہیں۔ منی لانڈرنگ کے ذریعہ رقوم کو ملک و بیرون ملک ناجائز ذریعہ سے منتقل کرکے قومی خزانہ کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ منی لانڈرنگ، وہ ناجائز پیسہ جس کی کمائی کا طریقہ کہیں ثابت نہ کیا جاسکے، اس رقم کے حصول پر پردہ ڈالنے کا طریقہ یعنی منی لانڈرنگ بھی ایک دھندا ہے پر گندا ہے۔ ایسی دولت قانون کی نظر سے چھپائی جاتی ہے، اسی لیے ٹیکس کے نظام سے بھی اوجھل رہتی ہے۔ فرضی ناموں سے بنائی گئی جعلی کمپنیوں میں سرمایہ کاری ظاہر کرکے بھی کالے پیسے کو سفید کیا جاتا ہے۔ چندے اور ٹرسٹ کے نام پر رقم کی منتقلی بھی منی لانڈرنگ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ منی لانڈرنگ کے سب سے مقبول طریقوں میں ہنڈی یا حوالے کے ذریعے بھاری رقم کی منتقلی ہے، جس میں بغیر کسی دستاویز کے پیسہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچادیا جاتا ہے، نہ حکومت اور نہ ہی مالیاتی اداروں کو اس ہیر پھیر کا علم ہوتا ہے، یہ پیسہ آگے بھی جرم کی دنیا میں چلایا جاسکتا ہے۔[1]

جعلی یا مشکوک بینک اکاؤنٹ وہ کھاتہ ہے جو کسی ایسے شخص کے نام پر کھولا جاتا ہے جس کا اس میں اپنا پیسہ نہیں ہوتا۔ ان مشکوک اکاونٹس سے مبینہ طور پر اربوں روپے بیرون ملک منتقل کرنے کے مقدمے کی تحقیقات کرنے والی مشترکہ تحقیقاتی ٹیم نے اب تک ہونے والی پیشرفت سے متعلق سپریم کورٹ میں ایک رپورٹ جمع کروائی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 107 جعلی اکاؤنٹس سے 54 ارب روپے سے زائد کی رقم دوسرے ملکوں میں منتقل کی گئی ہے[2]۔ چیف جسٹس (ر) آف پاکستان آصف سعید کھوسہ نے جعلی اکاونٹس کے ایک مقدمہ میں کی سماعت کے دوران کہا کہ "جعلی اکاونٹس کے ذریعے ٹرانزیکشن کرنا بڑا شدید جرم ہے۔ بینک والوں کی شمولیت کے بغیر جعلی اکاونٹس نہیں کھل سکتے"۔[3]

---

[1]۔ https://urdu.geo.tv/latest/105691,accessed on July 8,2020

[2]۔ https://www.google.com/search/fake accounts ,accessed November 12,2018

[3]۔ نوائے وقت، لاہور، ۱۸ جون ۲۰۱۹ء

بے نامی املاک

کرپشن کا تیسرا ذریعہ بے نامی املاک ہیں۔بے نامی وہ املاک ہیں جن کا ظاہری طور پر مالک کوئی ہوتا ہے اور حقیقی مالک کوئی اور۔ ایسی املاک بیوی، بچوں، رشتہ داروں اور نوکروں کے نام پر خریدی جاتی ہیں۔ بہت سے افراد اپنے کالے دھن کی سرمایہ کاری کرنے کے لیے اس طریقہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ایسے افراد بے نامی املاک میں دلچسپی رکھتے ہیں جن کا ذریعہ آمدن املاک خریدنے کے لیے ناکافی ہوتا ہے۔بے نامی کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ کسی بینک میں کوئی بے نام اکاؤنٹ ہو یا کوئی جائیداد کسی کے نام پر نہ ہو بلکہ بے نامی اکاؤنٹس اور کھاتوں کی اصطلاح ان بینک کھاتوں اور املاک کے لئے استعمال ہوتی ہے جن کے اصل مالک اپنے بجائے کسی اور کے نام پر اکاؤنٹ کھلواتے یا جائیدادیں خریدتے ہیں۔اور عموماًاس شخص کو علم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے اکاؤنٹ میں اربوں روپے پڑے ہیں یا وہ بیش قیمت جائیداد کا مالک ہے۔

کرپشن کی وجوہات

- سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے ہمارا طرز زندگی بدل گیا ہے۔ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس بڑا گھر ہو، گاڑی ہو، گھر میں تمام تعیشات ہوں، نوکر چاکر ہوں اور اچھا خاصا بینک بیلنس ہو۔ یہ سب کچھ محدود آمدنی اور محدود وسائل سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ناجائز ذرائع سے خطیر آمدنی حاصل کرنے کی دوڑ میں لوگ کرپشن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
- پاکستان میں غربت، بیروزگاری اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے بھی لوگ ناجائز ذرائع سے آمدنی حاصل کرنے میں لگ جاتے ہیں اور کرپشن کرتے ہیں۔
- سرکاری اخراجات میں بے جا اسراف کیا جاتا ہے جس کی وجہ حکمرانوں کی شاہ خرچیاں ہیں۔ان شاہ خرچیوں کے لیے کرپشن کی جاتی ہے۔
- سرکاری منصوبے خطیر مالیت کے ہوتے ہیں لہٰذا ان میں مالی خرد برد کرکے کرپشن کی جاتی ہے۔
- جو ادارے اور محکمے کرپشن کو روکنے کیلئے قائم کئے گئے ہیں وہ اپنی ذمہ داریوں میں ناکام ہیں۔بلکہ یہ ادارے کرپشن کو بڑھانے کا سبب بن رہے ہیں، جن کے نمونے ہم آئے دن دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں۔
- ہمارا نظام عدل سست روی کا شکار ہے۔انصاف کے حصول میں لوگ ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر جاتے ہیں۔ظالم طاقت ور ہوتا جاتا ہے اور مظلوم کی دادرسی نہیں ہوتی۔اس لیے بھی کرپشن بڑھتی جاتی ہے۔

- ٹیکس وصولی کا نظام فرسودہ اور ناکام ہے۔ بڑے بڑے کارخانہ دار، سرمایہ دار، جاگیر دار اور زمیندار ٹیکس ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے ٹیکس کا اضافی بوجھ غریبوں پر پڑتا ہے۔ اس وجہ سے بھی کرپشن میں اضافہ ہوتا ہے۔

انسدادِ بد عنوانی کی اسلامی تعلیمات

انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرمایا گیا ہے اور اُسے مسجود ملائکہ بنایا ہے۔ اس کے سر پر فضیلت کا تاج سجایا ہے اور اسے خلیفہ کے منصب پر فائز کیا ہے۔ ایسی عظمت و رفعت کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوئی۔ یہ محض رب تعالیٰ کا فضل و احسان ہی ہے۔ تمام انسانوں کو احترامِ انسانیت برقرار رکھتے ہوئے زمین میں امن و سکون کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انھیں فضائل اخلاق اختیار کرنے اور رذائل اخلاق سے اجتناب کی ہدایت کی ہے۔ بد عنوانی کی روک تھام معاشرتی استحکام اور امن و سلامتی کے لیے ناگزیر ہے۔ اسی لیے بد عنوانی کی تمام اقسام کو بالعموم اور مالی بد عنوانی کو بالخصوص مذموم قرار دیا گیا ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کی روشنی میں اہل ایمان کی رہنمائی فرمائی ہے۔ انھیں بد عنوانی کے الم ناک انجام سے باخبر کیا ہے۔ احترامِ انسانیت اور حقوق انسانی کی پاسداری کی تعلیمات عطا کی ہیں اور انسدادِ بد عنوانی کے تعلق سے واضح تعلیمات دی ہیں۔ سطورِ ذیل میں یہ تعلیمات ملاحظہ فرمائیں:

1۔ امانت و دیانت کی ترغیب

انسانوں کے مابین معاملات میں امانت و دیانت بنیادی جوہری اخلاق کی حیثیت کی حامل صفات ہیں۔ امانت و دیانت کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے تمام امورِ زندگی مثلاً معاش، تجارت اور دیگر معاملاتِ زندگی میں ایمانداری کا عملی مظاہرہ کرے اور اس پر کسی کا کوئی حق ہو تو اسے پوری دیانت کے ساتھ ادا کرے۔ امانت میں دیانت کا وصف پوشیدہ ہے مثلاً کوئی شخص کسی کی مالی امانت کو کس طرح سنبھال کر رکھتا ہے؟ دراصل یہ امتحان ہے جس میں نفس اور شیطان کو زیر کرنا ہوتا ہے اور صاحب حق کو اس کی چیز بغیر کسی تصرف کے جوں کی توں واپس کرنا ہوتی ہے اور یہی چیز دیانت کہلاتی ہے۔ امانت و دیانت کا اطلاق صرف مال اور جائیداد وغیرہ پر ہی نہیں ہوتا بلکہ تمام معاملات زندگی میں امانت و دیانت کا عمل دخل جاری رہتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کا کسی پر کوئی حق ہے تو اس کی ادائیگی اچھے طریقہ سے کرنا بھی امانت ہے۔ اگر کسی کو کسی کا کوئی راز معلوم ہو تو اسے چھپانا بھی امانت ہے۔ اگر کسی نے کسی سے ذاتی معاملات میں کوئی مشورہ طلب کیا ہو تو اسے اپنے تک محدود رکھنا اور صائب مشورہ دینا بھی امانت ہے۔ حتیٰ کہ قرآن و سنت کا صحیح فہم عوام تک پہنچانا بھی امانت ہے۔ تمام امور میں نیت کی درستی بھی امانت ہے، ارشاد باری ہے:

فَلْيُؤَدِّ الَّـــذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَه وَلْيَتَّقِ اللّـٰـهَ رَبَّه ۔ [1]

(تو جو امین بنایا گیا اس کو چاہیے کہ اپنی امانت ادا کرے اور چاہیے کہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرے)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت داری کو ایمان کی علامت اور پہچان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا اِيمانَ لِمَنْ لا أ مانةَ لَه، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهدَ لَه[2]

(جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس شخص میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

الا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب [3]

(سن لو! بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ جب وہ درست ہو تو سارا جسم ہی درست ہوتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم ہی بگڑ جاتا ہے۔ یاد رکھو! وہ ٹکڑا انسان کا دل ہے)۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:إن المؤمن إذا اذنب كانت نكتة سوداء في قلبه فإن تاب ونزع واستغفر صقل قلبه فإن زاد زادت فذلك الران الذي ذكره الله في كتابه كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے ۔پھر اگر انسان توبہ کرلے تو وہ نقطہ دھل جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے بلکہ مزید گناہ کئے جائے تو وہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے سارے دل کو گھیر لیتا ہے اور اسے سیاہ کر دیتا ہے)۔[4]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل گناہ دل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نیت میں فتور آتا ہے۔ پھر وہ گناہ کا کام صادر ہوتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت آتا ہے جب انسان کا دل پوری طرح سیاہ ہو جاتا ہے۔اس وقت انسان کا دل اس کی سوچ اور فکر پر اثرانداز ہوتا ہے۔ پھر وہ جو بات بھی سوچے گا غلط اور معصیت کی بات ہی سوچے گا۔

---

[1]۔ سورۃ البقرۃ ۲ : ۲۸۳

[2]۔ بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۲ھ)، حدیث: ۵۲۶۶، یہ حدیث سنن بیہقی میں روایت ہوئی ہے۔ حدیث نمبر ۱۲۶۹۰ ہے

[3]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،، (بیروت: مکتب اسلامی، ۱۴۰۳ھ)، کتاب الایمان، باب فضل من استبرء لدینہ، حدیث: ۵۲

[4]۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن،، (بیروت: مکتب اسلامی، ۱۴۲۲ھ)، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب، حدیث: ۴۲۴۴

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے ہی اہل مکہ میں صادق و امین کے القاب سے مشہور و معروف تھے، کاروبار و تجارت میں دیانتداری کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی امانتوں کی ایسی حفاظت کرتے تھے کہ اہل مکہ کی اکثریت اپنا قیمتی سامان کے پاس بطور امانت رکھواتی تھی۔ ریاست مدینہ کے قیام کے بعد آپ ﷺ نے بحیثیت حکمران عوامی امانت کا ہمیشہ تحفظ کیا۔اللہ کا مال اللہ کے بندوں پر خرچ کیا۔ تمام محصولات، صدقات اور غنائم وغیرہ عوام پر صرف کیے۔ یہی وجہ تھی مملکت اسلامیہ کے شہری خوشحال تھے۔

امانت و دیانت سے متعلق جتنی تعلیمات ہیں ان میں عدل و انصاف اور دیگر فرائض کی ادائیگی بھی شامل ہے جو حکمرانوں پر عوام کی بابت واجب ہے۔ چنانچہ مسلم حکمران پر واجب ہے کہ وہ امور سلطنت کو پوری دیانت داری کے ساتھ انجام دے۔ قومی خزانے کے معاملات کو شفاف رکھے اور عوام کا پیسہ عوام پر ہی خرچ کرے۔ لیکن عام مشاہدہ ہے کہ صاحبانِ منصب و اقتدار میں مالی بد عنوانی عروج پر ہوتی ہے۔ عوامی دولت جو بطور امانت حکومتِ وقت کے پاس ہوتی ہے اس میں حد درجہ خیانت کی جاتی ہے۔ عوام کا مال عوام پر خرچ ہونے کی بجائے اہل اقتدار کی تجوریوں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ ایسے حکمرانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وعید سے ڈرنا چاہیے:

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا حاکم بنایا ہو اور وہ ان کے حقوق میں خیانت کرے تو رب تعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا"[1]۔

2۔ ناحق طریقہ سے مال کھانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے مالی بد عنوانی کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ ناحق طور پر دوسروں کا مال کھانا یا غصب کرنا دائمی عذاب کا باعث ہے۔ حکم ربی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا -وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا[2]

(اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ سوائے اس صورت کے کہ تمھارے درمیان تجارت کے معاملہ میں رضا مندی ہو۔ اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔ اور جو کوئی

[1]۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، (بیروت: مکتب اسلامی، ۱۴۰۳ھ)، کتاب الایمان، باب استحقاق الولی الغاش لرعیتہ النار، حدیث: ۳۶۳

[2]۔ سورۃ النساء ۴: ۲۹۔۳۰

زیادتی اور ظلم سے ایسا عمل کرے گا تو ہم عنقریب اسے آگ میں جھلسائیں گے اور یہ کام اللہ کے لیے بہت آسان ہے)۔
اہل ایمان پر ناحق طریقہ سے ایک دوسرے کا مال کھانے، غصب کرنے یا ہڑپ کرنے کو حرام کیا گیا ہے۔ البتہ تجارت کے معاملات میں باہمی رضامندی کی صورت میں ایک دوسرے کا مال کھانے اور استعمال کرنے کی اجازت مرحمت کی گئی ہے۔ تجارتی معاملات عموماً قرض کی نوعیت کے ہوتے ہیں اور اس میں کچھ شرائط بھی طے شدہ ہوتی ہیں جن کی دستاویز تیار کی جاتی ہے، جس کی رو سے فریقین کو چند مقررہ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ایک دوسرے کا مال کھانا یا استعمال کرنا از روئے شرع جائز قرار پاتا ہے۔ کاروباری معاملات کی دستاویز بنانے کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ[1]

(اے ایمان والو! جب تم آپس میں قرض کا معاملہ مقررہ مدت کے لیے کرو تو اسے لکھ لیا کرو)۔

یہ قرآنی حکم فریقین کے اموال اور اعتبار کے تحفظ کو یقینی بنا رہا ہے۔ اس عمل سے مال کے ضائع ہونے کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے مسلمانوں بھائی بھائی ہیں اور بھائیوں میں مالی خیانت معاشی قتل ہے۔ لہٰذا مالی معاملات میں بد عنوانی نہایت سنگین جرم ہے اور اس پر وعید سنائی گئی ہے۔

3۔ کمزوروں کا مال غصب کرنے والوں کو وعید

ہمارے معاشرہ میں یتیموں کے اموال و جائیداد پر بھی ہاتھ صاف کیے جاتے ہیں۔ یتیموں کے اموال و جائیداد کا تحفظ ان کے سرپرست یا مملکت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانا یا ضائع کرنا حرام ہے:

وَآتُوا الْيَتَامَى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا[2]

(اور یتیموں کو ان کے اموال دو اور گندے مال کو پاکیزہ مال سے نہ بدلو اور ان کے اموال کے اپنے اموال سے ملا کر نہ کھاؤ۔ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے)۔

4۔ مال کی حفاظت پر شہادت کی نوید

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کا دفاع کرنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر کوئی شخص میرا مال چھیننا چاہے تو میں

---

[1]۔ سورۃ البقرہ ۲: ۲۸۲

[2]۔ سورۃ النساء ۴: ۲

کیا کروں ؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسے مال نہ دو۔اس نے کہا اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے دفاع میں لڑو۔اس نے پوچھا اگر وہ مجھے قتل کردے تو؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم شہید ہوگے ۔ اس نے پوچھا اگر میں اسے قتل کردوں تو ؟آپ نے فرمایا وہ جہنمی ہوگا۔[1] سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا مال بچانے میں قتل ہوگیا وہ شہید ہے[2]۔

5۔رشوت کا خاتمہ

سرزمین حجاز میں قبل از اسلام رشوت کا رواج عام تھا۔ عرب قبائل کاہنوں پر پختہ یقین رکھتے تھے اور انہیں غیر مرئی طاقت کا منبع سمجھ کر ان سے فیصلے کراتے اور انہیں اس کے بدلہ میں رقم و تحائف دیتے تھے۔ یہودیوں میں یہ رواج عام تھا کہ ان کے رئیس اور مذہبی پیشوالوگوں سے رقم وصول کرکے ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ دے دیتے اور حقدار سے اس کا حق چھین کر دوسروں کو دے دیتے تھے۔ امیروں کے گناہوں پر پردہ ڈالنے اور انہیں قانونی گرفت سے بچانے کے لئے بھی رشوت کا بازار گرم رہتا تھا۔ عیسائیوں میں معافی نامے فروخت ہوتے تھے۔ مذہبی پیشوا رشوت لیکر گناہوں سے پاک صاف ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرتے تھے اور تورات و انجیل میں تحریف کے مرتکب ہوتے تھے۔فرمان ربی ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[3]

(بے شک وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے نازل کردہ احکام کتاب سے چھپائے اور ان کے بدلہ میں تھوڑا سا مال ذخیرہ کیا۔ ایسوں نے صرف اپنے پیٹوں میں آگ بھری ہے اور قیامت کے دن اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور انہیں پاک بھی نہیں کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے)۔

[1] ۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدلیل ان من قصد اخذ المال غیرہ بغیر حق، حدیث: ۳۶۰

[2] ۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان باب الدلیل ان من قصد اخذ المال غیرہ بغیر حق، حدیث: ۳۶۱

[3] ۔ سورۃ البقرہ ۲: ۱۷۴

واضح ہو گیا کہ رشوت لیکر احکاماتِ ربانی کی تبدیلی کرنے والوں کو دردناک عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ رشوت کا مال آگ ہے اور سزا کے طور پر جہنم کی آگ سے بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ ایمان والوں کو بھی رب تعالیٰ نے اس حرام کام سے منع فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ[1]

(اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے مت کھاؤ۔ اور نہ ہی وہ مال حاکموں تک پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال گناہ کے طریقہ پر کھا جاؤ، حالانکہ تم اس کے بارے میں جانتے ہو)۔

سید محمد مرتضی حسینی تاج العروس میں رشوت کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں: "کوئی شخص حاکم یا کسی اور افسر مجاز کو کوئی چیز دے تاکہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دے یا حاکم کو اپنی منشاء پوری کرنے پر ابھارے"۔[2]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ مسروق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ سحت کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے کہا رشوت[3]۔ پھر سوال کیا گیا کہ فیصلہ پر رشوت لینے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا یہ کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے (نازل کردہ) احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔[4]

پیر کرم شاہ الازہری درج بالا آیت کی تفسیر میں راقم ہیں: "دوسروں کے مال ناجائز طور پر کھانے کا یہ بھی ایک مروج اور موثر طریقہ تھا جو اب بھی ہے کہ حکام کو رشوت دے کر ان سے اپنے حق میں فیصلہ کرالیا جائے۔ اس ناپاک طریقہ کی ممانعت کو الگ ذکر فرمایا"[5]۔

ہادی عالم ﷺ نے رشوت کی سخت مذمت فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1]۔ سورۃ البقرہ ۲: ۱۸۸

[2]۔ حسینی، سید محمد مرتضٰی، تاج العروس، (مصر: المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ)، ۱۰/ ۱۵۰

[3]۔ بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، (ملتان: نشر السنۃ، ۱۴۳۲ھ)، ۱۰/ ۱۳۹

[4]۔ سورۃ المائدہ ۵: ۴۴

[5]۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۲ء)، ۱/ ۲۳۳

الراشی والمرتشی فی النار[1]۔

(رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے)۔

قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق یہ عمل اس لیے حرام ہے کہ رشوت دینے والا ظلم، جرم اور ناجائز کام پر اعانت کا طلب گار ہوتا ہے اور رشوت لینے والا اس جرم میں مدد کرتا ہے۔ اور قانون کی خلاف ورزی کرکے حقدار کا حق دوسرے کو دینے کا مرتکب ہوتا ہے۔ مسلم معاشرہ میں مسلم حکومت کے حکمرانوں اور اہل کاروں کا رشوت کا بازار گرم رکھنا گناہ تو ہے ہی، بدترین بد اخلاقی بھی ہے۔ چنانچہ اس کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔ البتہ کسی شخص کا اپنا جائز حق حاصل کرنے یا خود کو دوسروں کے ظلم سے بچانے لیے مال خرچ کرنا رشوت نہیں ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"کسی پر ظلم کرنے کے لیے یا کوئی ناجائز کام کرانے کے لیے کچھ دینا رشوت ہے۔ اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے یا خود کو ظلم سے بچانے کے لیے کچھ دینا یہ رشوت نہیں ہے"۔[2]

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص لکھتے ہیں: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کا مال غنیمت تقسیم کیا اور بڑے بڑے عطایا دیئے اور عباس بن مرداس کو بھی کچھ مال دیا تو وہ اس پر ناراض ہوگیا اور شعر پڑھنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کچھ اور مال دے کر ہمارے متعلق اس کی زبان بند کردو۔ پھر اس کو کچھ اور مال دیا گیا حتی کہ وہ راضی ہوگیا"۔[3]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حبشہ کی سرزمین پر پہنچے تو ان سے ان کا کچھ سامان چھین لیا گیا تو انہوں نے اس سامان کو اپنے پاس رکھا اور دو دینار دے کر وہ سامان چھڑا لیا۔ وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ جس کام میں رشوت دینے والا گناہ گار ہوتا ہے یہ وہ نہیں ہے جو اپنی جان اور مال سے ظلم اور ضرر دور کرنے کے لیے دی جائے، رشوت وہ چیز ہے کہ تم اس چیز کو حاصل کرنے کے لیے کچھ دو جو تمہارا حق نہیں ہے اس میں دینے والا گناہ گار ہوتا ہے۔[4]

قاضی خاں اوزجندی حنفی نے اپنے فتاویٰ میں رشوت کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے چار شقیں لکھی ہیں:

---

[1]۔ بزار، احمد بن عمرو، مسند بزار، (بیروت: مکتب اسلامی، ۱۴۰۹ھ)، ۳/ ۲۴۷، حدیث: ۱۰۳۷

[2]۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء)، ۱/ ۷۴۲

[3]۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن، (لاہور: سہیل اکیڈمی، ۱۴۰۰ھ)، ۲/ ۴۳۴

[4]۔ بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، ۱۰/ ۱۳۹

منصب قضاء کو حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔
کوئی شخص اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لیے رشوت دے یہ رشوت جانبین سے حرام ہے خواہ وہ فیصلہ حق اور انصاف پر مبنی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ فیصلہ کرنا قاضی کی ذمہ داری اور اس پر فرض ہے۔
اپنی جان بچانے اور اپنے جائز مال کو حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے، مگر لینے والے پر حرام ہے۔
کسی شخص کو اس لیے رشوت دی کہ وہ اس کو سلطان یا حاکم تک پہنچا دے کیونکہ اس کا حاکم سے ملنا ضروری ہے، اس صورت میں رشوت دینا جائز ہے اور لینا حرام ہے۔[1]

6۔ ناجائز قابضین و غاصبین کو وعید

بدعنوانی کی ایک قسم دوسروں کی زمینوں پر ناجائز قبضہ ہے۔ لوگوں کی زمینوں پر اور سرکاری زمینوں پر قبضہ کرنے والا قبضہ مافیا ہمہ وقت سرگرم رہتا ہے، چائنا کٹنگ بناتا ہے، عوام اور حکومت کو اربوں روپے کا نقصان پہنچاتا ہے۔ ایسے مافیا کو شدید عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، ملاحظہ کیجیے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی تو حق تعالیٰ قیامت کے دن سات طبقوں تک کی اس زمین کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دے گا۔[2]
امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی کی زمین ناحق لی تو اس کو اسکا مکلّف کیا جائیگا کہ وہ اس کی مٹی اٹھا کر محشر تک لائے[3]۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ذرا سی زمین بھی ناحق لے لے گا وہ قیامت کے دن سات زمینوں میں دھنستا چلا جائے گا۔[4]

انسداد بدعنوانی کے لیے حکومت پاکستان کی کوششیں

---

[1] ۔ قاضی خاں اوزجندی، فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ، (مصر: امیریہ بولاق، ۱۴۲۲ھ)، ۲/ ۳۶۲۔ ۳۶۳
[2] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، حدیث: ۲۲۸۸
[3] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، حدیث: ۲۲۹۴
[4] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، حدیث: ۲۲۹۰

انسداد بدعنوانی کے لیے حکومت پاکستان کی نے ایف آئی اے، قومی احتساب بیورو اور بے نامی ایکٹ جیسے اقدامات کیے ہیں جن کا بنیادی مقصد بدعنوانی کا خاتمہ ہے۔ سطور ذیل میں ایف آئی اے، قومی احتساب بیورو اور بے نامی ایکٹ کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجیے:

ایف آئی اے

ایف آئی اے فیڈرل انویسٹیگیشن ایجنسی کا مخفف ہے۔ یہ ایف آئی اے ایکٹ، 1974 (ایکٹ-1975 VIII) مجریہ 13-10-1975 کے تحت قائم کیا گیا۔ ایف آئی اے اسمگلنگ، منشیات، کرنسی جرائم، غیر ملکیوں سے متعلق قوانین کے نفاذ، امیگریشن و پاسپورٹ اور بین الاصوبائی اثرات والے جرائم سے عہدہ براء ہونے کے مقصد سے قائم کیا گیا ہے۔ وزارتِ داخلہ حکومت پاکستان، ایف آئی اے کی نگرانی کرتی ہے۔ ایف آئی اے کا بنیادی کام اسمگلنگ، مشنیات، کرنسی جرائم، غیر ملکیوں، امیگریشن و پاسپورٹ اور بین الصوبائی مضمرات والے معاملات سے متعلق قوانین کا نفاذ ہے۔[1]

قومی احتساب بیورو

قومی احتساب بیورو پاکستان کا سرکاری ادارہ ہے، جو بدعنوانی سے متعلق ہے۔ اس کے انگریزی نام (National Accountability Bureau) کا مخفف نیب (NAB) ہے۔ یہ 16 نومبر، 1999ء کو صدارتی فرمان کے اجرا کے ذریعہ معرض وجود میں آیا۔ جو سابق صدر پرویز مشرف کے 12 اکتوبر، 1999ء کی فوجی تاخت کے فوراً بعد ہوا۔ اس کا نصب العین بدعنوانی کو ختم کرنا ہے۔

The National Accountability Bureau is Pakistan's apex anti-corruption organization. It is charged with the responsibility of elimination of corruption through a holistic approach of awareness, prevention and enforcement. It operates under the National Accountability Ordinance-1999. With its headquarter at Islamabad. The National Accountability Bureau is to be a credible, effective, efficient and dynamic anti-corruption organization creating an enabling environment for a corrupt free society.The National Accountability Bureau derives its objectives from its approved project document titled 'National Anti Corruption Strategy' or NACS and defines them as follows: Short Term Setting in motion systemic improvements that will strengthen the national integrity system and the people against

[1] ۔http://www.fia.gov.pk/ur/faq.php, accessed on July 7,2020

corruption.Long Term The elimination of corruption by engaging all the stakeholders in the fight against corruption, through a programme, which is holistic, comprehensive and progressive.[1]

بے نامی ایکٹ

اگر حکومت کو کسی جائیداد پر شبہ ہو تو بے نامی ایکٹ 2017 کے تحت تحقیقات کر سکتی ہے۔اس قانون کے تحت بے نامی لین دین کرنے والے شخص کو 3 سے 7 سال کی قید اور اس جائیداد کی بازاری قیمت کے لحاظ سے 25 ٪ جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص بے نام املاک کی غلط معلومات فراہم کرے تو اسے جائیداد کی بازاری قیمت کے لحاظ سے 10 فیصد تک جرمانہ اور 6 ماہ سے 5 سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی املاک کی درست ملکیت ثابت نہ کر سکے تو وہ بحق سرکار ضبط ہو سکتی ہیں۔

The Federal Board of Revenue (FBR) issued the Benami Transactions (Prohibition) Rules 2019 on March 11. With the implementation of the Benami Rules, the Benami Transactions (Prohibition) Act 2017, which was gazetted on Feb 17, 2017, became force. The law prohibits a person from entering into a benami transaction in which a property is transferred to someone — a benamidar — but the consideration for such a property is paid by another person and the property is held for the immediate or future benefit, direct or indirect, of the person who has provided the consideration (the beneficial owner); a property transaction carried out in a fictitious name; a property transaction where the owner of the property is not aware of, or denies knowledge of, such ownership; or a property transaction where the person providing the consideration is fictitious or not traceable. The law entails strict punishments for persons entering into benami transactions. Any person found guilty of the offence will be punishable with rigorous imprisonment of at least one year, which may extend to seven years, and a fine of up to 25 per cent of the fair market value of the property. Furthermore, any person or any officer upon furnishing false information or documents to any authority in any proceeding under the benami law will be punishable with rigorous imprisonment of at least six months, which may extend to five years, and a

[1] ۔http://nab.gov.pk/home/introduction.asp , accessed on July 7,2020

fine of up to 10pc of the fair market value of the property. However, instituting prosecution will require approval of the FBR.[1]

خلاصہ

پاکستان کے بڑے بڑے مسائل کی فہرست بنائی جائے تو اس میں کرپشن سرِ فہرست ہوگی۔ کرپشن پوری دنیا کا مسئلہ ہے لیکن پاکستان میں کرپشن اس حد تک بڑا مسئلہ بن چکا ہے کہ چیف جسٹس (ر) میاں ثاقب نثار نے ایک بیان میں کہا کہ " کرپشن پاکستان کے بڑے مسائل میں سے ایک ہے"[2]۔ یہ حقیقت ہے کہ کرپشن ہمارے معاشرے کا وہ ناسور ہے جسے جتنا کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہ اتنا ہی پھیلتا جارہا ہے۔ جہاں کرپشن کرنے والوں کی اکثریت پوری ڈھٹائی سے اس کا انکار کرتی ہے وہیں ان کی ایک قلیل تعداد اسے اپنا حق سمجھتی ہے۔ ناجائز مال و دولت کے ہوس میں مدہوش یہ لوگ اپنے انجام سے غافل ہیں۔ انھیں روکنا اور ان کی بدعنوانیوں کا انسداد کرنا بہت ضروری ہے۔ افرادِ معاشرہ مل کر ایسے لوگوں کی بدعنوانیوں کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ من حیث القوم ہمیں اس طرف توجہ دینا ہوگی اس سے ہی ملکِ پاکستان اور مسلمان قوم کا وقار بلند کرنا ہوگا۔ چنانچہ بدعنوان عناصر کی نہ صرف نشاندہی کرنا ہوگی بلکہ ان کا احتساب بھی کرنا ہوگا یہ معاشرتی تقاضا ہے اور حکمِ شرع بھی۔

نتائج و سفارشات

1. پاکستان سے کرپشن کا خاتمہ تبھی ممکن ہے جب ہم کرپشن کرنے والوں پر تنقید کے ساتھ ساتھ اپنے گریبان میں بھی جھانکیں اور اپنے ارد گرد ہونے والی کرپشن کو بھی روکنے کی کوشش کریں۔
2. ہمارا دینی و قومی فریضہ ہے کہ ہم رشوت دینا بند کردیں۔ ہم اپنے جائز کاموں کے لئے بھی رشوت دینے پر اس لیے آمادہ ہوجاتے ہیں تاکہ ہمارا کام آسانی سے ہوجائے اور یوں ہم بھی اس کرپشن کا حصہ بن جاتے ہیں۔
3. رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں ہی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ جب ہم رشوت دینا چھوڑ دیں گے اور اپنے کاموں کے لئے قانونی طریقہ کار اختیار کریں گے تو بڑی حد تک کرپشن میں کمی آجائے گی۔

---

[1]۔ https://www.dawn.com/news/1471612 ,accessed on July 8,2020

[2]۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۲ نومبر ۲۰۱۸ء

4. ملک کا سیاسی نظام بہتر کیا جائے تاکہ یہ نظام عوام کے مسائل مثلاً سستا انصاف مہیا کرنے اور کرپشن سے پاک معاشرے کی تشکیل میں معاون ثابت ہوسکے۔
5. احتساب کا ساف شفاف اور موثر نظام رائج کیا جائے جس کے تحت ہر شخص اور ادارہ جوابدہ ہو۔
6. کرپٹ عناصر کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔
7. سرکاری ملازمتوں میں سیاسی مداخلت ختم کرکے اہلیت کا اصول اپنایا جائے۔
8. قومی اداروں کو سیاست سے پاک کرکے عوام دوست بنایا جائے۔
9. میڈیا کے ذریعے عوام میں رشوت اور بدعنوانی کے متعلق آگاہی اور شعور اجاگر کیا جائے۔
10. لوگوں کو معاشرے میں موجود رشوت اور بدعنوانی کی خرابیاں اور حلال و حرام کے اصول بتائے جائیں۔
11. بدعنوانی کی ہر سطح پر بیخ کنی کی جائے۔
12. پاکستان کے استحکام اور سلامتی کے لیے تمام مذہبی، سیاسی، عسکری قیادت اور قومی اداروں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔